news.dawateislami.net
Islamic Research Center
(Al Madina Tul Ilmia)

پیشکش شعبہ دعوتِ اسلامی کے شب و روز

کتاب پڑھنے کی دعا

دینی کتاب یا اسلامی سبق پڑھنے سے پہلے ذیل میں دی ہوئی دعا پڑھ لیجئے
ان شاء اللہ جو کچھ پڑھیں گے یاد رہے گا۔ دعا یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ افْتَحْ عَلَيْنَا حِكْمَتَكَ وَانْشُرْ
عَلَيْنَا رَحْمَتَكَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ

(مستطرف، ج1، ص40 دار الفکر بیروت)

(اول آخر ایک بار درود شریف پڑھ لیجئے)

نام رسالہ : اربعینِ فاروقی

مؤلف : مولانا ابو الحسان کاشف شہزاد عطاری مدنی اسکالر المدینۃ العلمیہ (اسلامک ریسرچ سینٹر دعوتِ اسلامی)

شرعی تفتیش : مولانا عبد الماجد عطاری مدنی (جامع مسجد کنز الایمان، بابری چوک گرومندر، کراچی)

پروف ریڈنگ : مولانا عمر فیاض عطاری مدنی اسکالر المدینۃ العلمیہ (اسلامک ریسرچ سینٹر دعوتِ اسلامی)

صفحات : 35

اشاعتِ اول: (آن لائن): ذوالحجۃ الحرام ۱۴۴۳ھ، جولائی 2022ء

پیشکش : دعوت اسلامی کے شب و روز، المدینۃ العلمیہ (اسلامک ریسرچ سینٹر دعوتِ اسلامی)

shaboroz@dawateislami.net

دعوت اسلامی کے شب و روز

مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ حضرت سیدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ
کی عظمت وشان ظاہر کرنے والی 40 حدیثوں کا مجموعہ

اَرْبَعِینِ فاروقی

مؤلف : مولانا ابو الحسان کاشف شہزاد عطاری مدنی اسکالر المدینۃ العلمیہ (اسلامک ریسرچ سینٹر دعوتِ اسلامی)

پیشکش شعبہ دعوتِ اسلامی کے شب و روز

news.dawateislami.net
Islamic Research Center
(Al Madina Tul Ilmia)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

دس رحمتیں نازل ہوں گی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ وَاحِدَةً صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ عَشْرًا یعنی جو مجھ پر ایک بار دُرُود پڑھے، اللہ پاک اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔ (مسلم، ص172، حدیث:912)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب　　　　صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّد

صحابۂ کرام کی کہکشاں میں سے ایک روشن ستارہ

اللہ پاک نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر صحابی کو نہایت بلند و بالا مقام و مرتبہ عطا فرمایا ہے۔ حالتِ ایمان میں چہرۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گھڑی بھر دیدار کرنے والے اور پھر اس ایمان کی حالت میں ہی دنیا سے جانے والے خوش نصیب کا مقدر ایسی بلندی پر جا پہنچتا ہے کہ بعد میں آنے والا کوئی مسلمان اگر چہ ہزاروں لاکھوں سال تک عبادت و ریاضت کرے لیکن ان کی گردِ راہ کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔

ان چمکتے دمکتے ستاروں کی انجمن میں سے ایک روشن و مُنَوَّر ستارے کو دنیا **"حضرت سیدنا عمر فاروقِ اعظم** رضی اللہ عنہ" کے نام سے جانتی ہے۔

یکم محرم الحرام کو عاشقانِ رسول نہایت عقیدت و احترام سے حضرت سیدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کا عرس مبارک مناتے ہیں۔ اس مناسبت سے آپ کی

عظمت و شان سے متعلق 40 فرامینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا گلدستہ بنام ”اَرْبَعِیْنِ فاروقی“ پیشِ خدمت ہے۔

اس رسالے میں فرامینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عربی متن مع اعراب ، آسان بامحاورہ اردو ترجمہ اور مستند علمائے کرام کی کتابوں سے ضروری شرح شامل کی گئی ہے۔ فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طویل ہونے کی صورت میں صرف اردو ترجمہ درج کیا گیا ہے۔ بعض طویل احادیث میں سے صرف اتنا حصہ نقل کیا گیا ہے جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عظمت و شان کے بیان پر مشتمل ہے۔

اِسنادی حیثیت کا بیان

”اَرْبَعِیْنِ فاروقی“ میں جو 40 احادیث نمبر نگ کے ساتھ بیان کی گئی ہیں ان سب کی اِسنادی حیثیت یعنی سند کے اعتبار سے صحیح، حَسَن، حَسَن لِغَیرِہٖ یا پھر ضعیف ہونا بھی بیان کر دیا گیا ہے۔ احادیث کی اِسنادی حیثیت طے کرنے کے سلسلے میں مولانا زبیر احمد جمالوی عطاری مدنی اور مولانا نعیم احمد عطاری کا خصوصی تعاون حاصل رہا۔ اللہ کریم ان دونوں حضرات کو دنیا و آخرت کی بے شمار بھلائیں نصیب فرمائے۔

ہماری تحقیق کے مطابق ان 40 احادیث میں سے 12 صحیح، 8 حَسَن، 4 حَسَن لِغَیرِہٖ جبکہ 16 ضعیف ہیں۔

فضائل کے معاملے میں ضعیف حدیث مقبول ہے

اے عاشقانِ رسول! کسی عمل یا شخصیت کی فضیلت کے معاملے میں ضعیف

حدیث مطلقا (کسی شرط کے بغیر) مقبول ہوتی ہے۔ تفصیل جاننے کے لئے فتاوی رضویہ، جلد5، صفحہ 478 تا 537 ملاحظہ فرمائیے۔

قارئین (Readers) سے گزارش ہے کہ آپ اس رسالے میں کوئی بھی غلطی یا کمزوری پائیں تو ہمیں اس میل آئی ڈی (shaboroz@dawateislami.net) پر تحریری صورت میں ضرور آگاہ فرمائیں تاکہ اس کی اصلاح کی جاسکے۔

عظمت وشانِ فاروقی سے متعلق 40 فرامینِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم

شیطان راستہ بدل لیتا ہے

(1) وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ مَا لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ قَطُّ سَالِكًا فَجًّا اِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ یعنی اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے (اے عمر)! جب بھی شیطان کسی راستے پر چلتے ہوئے تم سے ملتا ہے تو وہ اس راستے کو چھوڑ کر دوسرے راستے پر چلا جاتا ہے۔ (بخاری، 4/403، حدیث: 3294، اِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ)

شرح

امام ابوزکریا یحییٰ بن شَرَف نَوَوِی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کے تحت لکھتے ہیں: یہ حدیث اپنے ظاہری معنیٰ پر ہے کہ شیطان جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو کسی راستے پر چلتے ہوئے دیکھتا ہے تو آپ کی ہیبت کی وجہ سے بھاگ کھڑا ہوتا اور وہ راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کرلیتا ہے۔ (شرح مسلم للنووی، 15/165)

گلی سے ان کی شیطاں دُم دبا کر بھاگ جاتا ہے

ہے ایسا رُعب ایسا دبدبہ فاروقِ اعظم کا

(وسائلِ بخشش، ص 526)

شیطان ڈرتا ہے

(2) اِنَّ الشَّيْطَانَ لَيَخَافُ مِنْكَ يَا عُمَرُ یعنی اے عمر! بے شک شیطان تم سے ڈرتا ہے۔(ترمذی، 5/386، حدیث: 3710، اِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ بِمَجْمُوْعِ الطُّرُق)

شرح

علامہ علی بن احمد عزیزی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کے تحت لکھتے ہیں: یعنی تمہیں دیکھ کر شیطان فرار ہو جاتا ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ (اللہ پاک نے) آپ کو ہیبت اور جلال عطا فرمایا ہے جس کی وجہ سے شیطان آپ سے نہایت خوف کھاتا ہے۔(السراج المنیر، 2/43)

شیطان منہ کے بل گر پڑتا

(3) اِنَّ الشَّيْطَانَ لَمْ يَلْقَ عُمَرَ مُنْذُ اَسْلَمَ اِلَّا خَرَّ لِوَجْهِهٖ یعنی عمر کے اسلام قبول کرنے کے بعد شیطان جب بھی ان سے ملتا ہے تو منہ کے بل گر پڑتا ہے۔

(معجم کبیر، 24/305، حدیث: 774، اِسْنَادُہٗ ضَعِیْفٌ)

امامِ اہلِ سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: شیطان اس جناب

کے سایہ سے بھاگتا اور جب چہرۂ اقدس پر نظر پڑتی، تازیانۂ جلالِ فاروقی کی تاب نہ لا کر منہ کے بل گر پڑتا۔(مطلع القمرین، ص57)

ہیبتِ فاروقی

(4) اِنِّیْ لَاَنْظُرُ اِلٰی شَیَاطِیْنِ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ قَدْ فَرُّوْا مِنْ عُمَرَ یعنی میں انسانوں اور جنات کے شیطانوں کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ عمر (کے خوف) سے بھاگ گئے۔(ترمذی، 5/387، حدیث: 3711، اِسْنَادُهٗ حَسَنٌ)

شرح

حضرت الحاج مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کے تحت لکھتے ہیں: یہ شیاطین جو اس وقت بھاگے یہ وہ شیاطین تھے جو انسانوں کے ساتھ رہتے یا جو بازاروں میں مَجْمَعوں (Gatherings) میں رہتے ہیں۔(مراٰۃ المناجیح، 8/ 373)

قبولِ اسلام

(5) اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِاَحَبِّ هٰذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ اِلَيْكَ بِاَبِي جَهْلٍ اَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ یعنی اے اللہ! ان دونوں مردوں ابو جہل یا عمر بن خطاب میں سے جو تیرے نزدیک زیادہ پیارا ہے اس کے ذریعے اسلام کو عزت عطا فرما۔(ترمذی، 5/ 383، حدیث:3701،اِسْنَادُهٗ حَسَنٌ)

جب صبح ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گئے۔(ترمذی،5/383،حدیث:3703)

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ خَاصَّۃً یعنی اے اللہ! خاص طور پر عمر بن خطاب کے ذریعے اسلام کو عزت عطا فرما۔(ابن ماجہ،1/77،حدیث:105)

شرح

اس دعائے کریم کے باعث عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ذریعہ سے جو جو عزتیں اسلام کو ملیں، جو جو بلائیں اسلام و مسلمین سے دَفْع ہوئیں، مُخالِف مُوافِق (اپنے پرائے)سب پر روشن و مُبَیَّن، ولہذا سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: مَازِلْنَا اَعِزَّۃً مُنْذُ اَسْلَمَ عُمَرُ ہم ہمیشہ مُعَزَّز رہے جب سے عمر اسلام لائے۔ (بخاری،2/577،حدیث:3863،فتاوی رضویہ،29/372)

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سب نے اسلام کی طرف رغبت کی اور انہیں اس سے عزت ملی بخلاف عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) کے کہ اسلام نے ان کی طرف رغبت کی اور اسے ان سے عزت ملی۔ نہ آئے جب تک نہ بلایا اور نہ اٹھے جب تک نہ اٹھایا۔(مطلع القمرین، ص57)

رسول اللہ نے فاروق کو اللہ سے مانگا

عطاءِ ربِّ سُبحاں حضرتِ فاروقِ اعظم ہیں

(دیوانِ سالک، ص44)

سینے کو ایمان سے بھر دے

(6)حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جب اسلام قبول کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین مرتبہ ان کے سینے پر اپنا مبارک ہاتھ مارا اور تینوں مرتبہ یہ ارشاد فرمایا: اَللّٰھُمَّ اَخْرِجْ مَا فِیْ صَدْرِہٖ مِنْ غِلٍّ وَ اَبْدِلْهُ اِیْمَاناً یعنی اے اللہ! ان کے سینے میں جو کینہ (دشمنی) ہے اسے نکال دے اور اس کی جگہ ایمان بھر دے۔(مستدرک،4/37،حدیث:4548،اِسْنَادُہٗ حَسَنٌ)

آسمان والے بھی خوش ہیں

(7) حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو جبرئیلِ امین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نازل ہو کر بارگاہِ رسالت میں عرض کیا: یَا مُحَمَّدُ لَقَدِ اسْتَبْشَرَ أَهْلُ السَّمَاءِ بِاِسْلَامِ عُمَرَ یعنی اے محمد! بے شک آسمان والے (یعنی فرشتے) عمر کے اسلام لانے پر خوش ہیں۔(ابن ماجہ،1/76،حدیث:103،اِسْنَادُہٗ ضَعِیْفٌ)

ضروری وضاحت

یاد رہے! امت کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نام لے کر پکارنا یعنی "یا محمد" کہنا منع ہے۔صَدْرُ الشَّریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: اگر حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو پکارے تو نامِ پاک کے ساتھ نِدا نہ کرے کہ یہ جائز نہیں، بلکہ یوں کہے: یَا نَبِیَّ اللہ! یَا رَسُوْلَ اللہ! یَا حَبِیْبَ اللہ!(بہارِ شریعت،1/78)

اے عاشقانِ رسول! جن رِوایات میں کسی فرشتے یا انسان کے سرکارِ دوعالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو "یا محمد" کہہ کر پکارنے کا تذکرہ ہے، علمائے کرام نے ان کی دو وُجوہات بیان فرمائی ہیں: (1) اس طرح کی روایات اللہ پاک کی طرف سے مُمانَعَت نازل ہونے سے پہلے کی ہیں (2) اس طرح نام لے کر نِدا کرنے والے اَفراد اس حکم سے ناواقف تھے۔ (زرقانی علی المواھب، 6/26، سبل الھدیٰ والرشاد، 10/454)

جنتی مرد آنے والا ہے

(8) نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (ابھی) ایک جنتی مرد تمہارے پاس آئے گا، تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آ گئے۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا: یَطَّلِعُ عَلَیْکُمْ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ یعنی (ابھی) ایک جنتی مرد تمہارے پاس آئے گا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہاں آ گئے۔ (ترمذی، 5/388، حدیث: 3714، اِسْنَادُہٗ حَسَنٌ لِغَیْرِہٖ)

حضرتِ فاروق بھی، جنتی جنتی

(9) عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ یعنی عمر بن خطاب جنتیوں میں سے ہیں۔ (صحیح ابن حبان، 9/18، حدیث: 6845، اِسْنَادُہٗ حَسَنٌ)

اہلِ جنت کے چراغ

(10) عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ سِرَاجُ اَهْلِ الْجَنَّةِ یعنی عمر بن خطاب اہلِ جنت کے چراغ ہیں۔ (حلیۃ الاولیاء، 6/364، حدیث: 8950، اِسْنَادُہٗ ضَعِیْفٌ)

جنت میں قصرِ فاروقی

(11) میں نے اپنے آپ کو (خواب میں) دیکھا کہ میں جنت میں داخل ہوا ہوں، وہاں میں نے ابو طلحہ کی بیوی رُمیصا کو پایا، اور میں نے وہاں ایک آہٹ سنی تو پوچھا یہ کون ہے؟ (حضرت جبرئیل علیہ السلام یا کسی فرشتے نے) کہا: یہ بلال ہیں۔ اور میں نے ایک محل دیکھا جس کے صحن میں ایک نوعمر عورت تھی۔ میں نے پوچھا: یہ (محل) کس کا ہے؟ (فرشتے نے) جواب دیا: یہ عمر کا ہے۔ میں نے ارادہ کیا کہ اس کے اندر جاؤں اور اسے دیکھوں لیکن مجھے تمہاری غیرت یاد آئی (اور میں باہر سے ہی واپس آگیا)۔ یہ سن کر حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ (رو پڑے اور) عرض کیا: بِاَبِیْ وَاُمِّیْ یَارَسُولَ اللهِ اَعَلَیْكَ أَغَارُ یعنی یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان! کیا میں آپ پر غیرت کروں گا؟ (بخاری، 2/525، حدیث: 3679، اِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ)

ایک روایت میں اس جنتی محل کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا گیا ہے:

فَأَتَيْتُ عَلَى قَصْرٍ مُرَبَّعٍ مُشْرِفٍ مِنْ ذَهَبٍ یعنی میں ایک ایسے محل کے پاس پہنچا جو چوکور، بلند و بالا اور سونے سے بنا ہوا تھا۔ (ترمذی، 5/385، حدیث: 3709)

شرح

امامِ ابنِ حجر مکی ہیتمی شافعی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: اس موقع پر حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا رونا خوشی کی وجہ سے تھا یا پھر شوق کے سبب یا خشوع کے باعث۔ بعض روایات کے مطابق اس موقع پر حضرت سیدنا عمر فاروق

رضی اللہ عنہ نے یہ بھی عرض کیا: اللہ پاک نے مجھے آپ کے سبب ہی بلندی عطا فرمائی ہے اور آپ کے ذریعے ہی ہدایت بخشی ہے۔(فتح الالٰہ، 10/566)

رُمَیْصَاء: یہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رَضاعی (دودھ کے رشتے کی) خالہ ہیں۔(نزہۃ القاری، 4/583)

مُحَدَّثِ اُمَّت

(12) اِنَّهٗ قَدْ كَانَ فِيمَا مَضٰى قَبْلَكُمْ مِّنَ الْاُمَمِ مُحَدَّثُونَ وَاِنَّهٗ اِنْ كَانَ فِي اُمَّتِيْ هٰذِهٖ مِنْهُمْ فَاِنَّهٗ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّاب یعنی تم سے پہلی امتوں میں مُحَدَّث ہوا کرتے تھے، اگر میری اس امت میں ان میں سے کوئی ہے تو بے شک وہ عمر بن خطاب ہیں۔(بخاری، 2/466، حدیث: 3469، اِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ)

شرح

شارحِ بخاری امام بدر الدین محمود بن احمد عینی حنفی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت مُحَدَّث کے چند معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

مُحَدَّث: وہ شخص ہے جس پر اِلہام کیا جائے یعنی (اللہ پاک کی طرف سے) اس کے دل میں کوئی بات ڈال دی جائے، گویا وہ اپنے گمان کے مطابق جو بات کرتا ہے وہ درست ہوتی ہے اور یہ اولیائے کرام کے درجات میں سے ایک بلند درجہ ہے۔

مُحَدَّث: وہ ہے جس کی زبان سے درست بات نکلے۔

مُحَدَّث: وہ ہے جس سے فرشتے گفتگو کریں۔

مُحَدَّث: وہ شخص ہے جسے (غیر معمولی) فہم (سمجھ بوجھ) عطا کی جائے۔

مُحَدَّث وہ ہے جسے فِراست عطا کی جائے۔(عمدۃ القاری،11 / 223،تحت الحدیث:3469)
علامہ اسماعیل بن احمد کورانی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: (''اِنْ'' یعنی ''اگر'' کا لفظ استعمال کرنے کا مقصد یہ ہرگز نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو) اپنی امت میں مُحَدَّثین کے وجود میں کوئی شک تھا، کیونکہ یہ امت تو سب سے بہترین امت ہے (جب پچھلی امتوں میں مُحَدَّث موجود تھے تو اس امت میں کیوں نہ ہوں گے)، بلکہ اس حدیث کے ذریعے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بتایا کہ اگر اس امت میں کوئی ایک مُحَدَّث بھی ہوا تو وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہوں گے۔اس بات میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی انتہائی تعریف ہے۔(الکوثر الجاری، 6/335)

اگر کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا

(13) لَوْ كَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَكَانَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ یعنی اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتا۔(ترمذی،5 / 385،حدیث:3706،اِسْنَادُهٗ حَسَنٌ)

شرح

یعنی آپ کی فطرت اتنی کاملہ تھی کہ اگر دروازۂ نبوت بند نہ ہوتا تو محض فضلِ الٰہی سے وہ نبی ہوسکتے تھے کہ اپنی ذات کے اعتبار سے نبوت کا کوئی مستحق نہیں۔(فتاویٰ رضویہ،29/ 373)

امام محمد عبد الرؤف مُناوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کے تحت لکھتے ہیں: اس حدیث میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اس فضیلت کا بیان ہے کہ اللہ پاک

نے آپ کو نبیوں اور رسولوں کے اَوصاف میں سے حصہ عطا فرمایا ہے۔اس حدیث میں یہ اشارہ بھی ہے کہ نبوت اپنی ذاتی صلاحیت(Personal Ability) سے حاصل نہیں ہوتی بلکہ اللہ پاک اس منصب کے لئے جسے چاہتا ہے چُن لیتا ہے، گویا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات کی طرف اشارہ فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں جمع ہونے والے اوصاف اور خوبیاں اگر نبوت و رسالت حاصل ہونے کا سبب بن سکتے تو آپ نبی بن جاتے۔ آپ کے ان اوصاف میں سے دین کے معاملے میں طاقت ور ہونا، اپنی جان و مال کو حق کے ظاہر کرنے کے لئے خرچ کرنا اور دنیا حاصل کرنے پر قادر ہونے کے باوجود اس سے منہ موڑ لینا بھی ہے۔

(فیض القدیر، 5/414، تحت الحدیث:7470)

شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: شاید حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ اس لئے ارشاد فرمایا کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مُحَدَّث تھے، آپ پر اِلْہام کیا جاتا تھا اور فرشتہ آپ کے دل میں حق بات ڈال دیتا تھا۔(لمعات التنقیح، 9/618، تحت الحدیث:6047)

فضلیتِ فاروقی

(14) مَا بَیْنَ لَابَتَیِ الْمَدِیْنَةِ رَجُلٌ خَیْرٌ مِّنْ عُمَرَ یعنی مدینے کے دونوں کناروں کے درمیان عمر سے بہتر کوئی مرد نہیں ہے۔(فضائل الصحابۃ لاحمد بن حنبل، 1/430، حدیث:680، اِسْنَادُہٗ ضَعِیْفٌ)

(15)مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ عَلٰی رَجُلٍ خَيْرٍ مِّنْ عُمَرَ یعنی سورج کسی ایسے شخص پر طلوع نہیں ہوا جو عمر سے بہتر ہو۔(ترمذی،5/384،حدیث:3704،اِسْنَادُہٗ ضَعِیْفٌ)

شرح

حضرت علامہ علی بن احمد عزیزی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کے تحت لکھتے ہیں:یعنی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو مستقبل میں خلیفہ بننے سے لے کر اپنی موت تک یہ مرتبہ حاصل ہو گا کہ اس وقت آپ تمام اہلِ زمین سے افضل ہوں گے۔(السراج المنیر،4/204)

شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کے تحت فرماتے ہیں:بہتری اور افضلیت کی مختلف جِہات ہیں،لہٰذا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ دونوں کے بہتر ہونے میں کوئی تضاد اور ٹکراؤ نہیں ہے لیکن اس بات کو بھی یاد رکھو کہ کثرتِ ثواب کے اعتبار سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ افضل ہیں۔(لمعات التنقیح،9/618،تحت الحدیث:6046)

حضرت علامہ علی بن سلطان قاری رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا:بلا شک و شبہ (اس حدیث میں)مراد یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد افضل ہیں۔

(مرقاۃ المفاتیح،10/402،تحت الحدیث:6046)

ہمیں دعاؤں میں یاد رکھنا

(16)حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عمرہ کرنے

کی اجازت مانگی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجازت دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: لَا تَنْسَنَا یَا اُخَیَّ مِنْ دُعَائِكَ یعنی اے میرے بھائی! اپنی دعا میں ہمیں مت بھول جانا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ ایک ایسی بات ہے کہ اگر اس کے بدلے مجھے ساری دنیا مل جائے تو بھی مجھے پسند نہیں۔

(ابو داؤد، 2/114، حدیث:1498، اِسْنَادُہٗ ضَعِیْفٌ)

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: اَیْ اُخَیَّ اَشْرِکْنَا فِی دُعَائِكَ وَلَا تَنْسَنَا یعنی اے میرے بھائی! اپنی دعا میں ہمیں بھی شریک کرنا اور ہمیں بھول مت جانا۔

(ترمذی، 5/329، حدیث:3573)

شرح

امام بدرالدین محمود عینی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کے تحت فرماتے ہیں: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نیک بندے سے دعا طلب کرنا اور حج یا عمرہ کے لئے جانے والے سے مقدس مقامات پر دعا کا کہنا مستحب ہے۔

نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے دعا کے لئے کہنے میں امت کی تعلیم ہے (کہ وہ بھی دوسروں سے دعا کا کہیں) اور اس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تعظیم و توقیر اور ان کا دل خوش کرنے کا پہلو بھی موجود ہے۔ (شرح ابی داؤد للعینی، 5/409، تحت الحدیث:1469)

عشقِ فاروقی

(17) ایک موقع پر نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سیدنا عمر بن خطاب

رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تھاما ہوا تھا کہ آپ بارگاہِ رسالت میں عرض گزار ہوئے: وَاللّٰہِ لَاَنْتَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ اِلَّا نَفْسِیْ یعنی یارسول اللہ! اللہ پاک کی قسم! آپ مجھے میری جان کے علاوہ باقی ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں۔ نبیِّ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لَایُؤْمِنُ اَحَدُکُم حَتّٰی اَکُوْنَ عِنْدَہٗ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ نَفْسِہٖ یعنی تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک (کامل) مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس کی جان سے بھی زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: فَلَاَنْتَ الْآنَ وَاللّٰہِ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ نَفْسِیْ یعنی اللہ پاک کی قسم! اب آپ میرے نزدیک میری جان سے بھی بڑھ کر محبوب ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اَلْآنَ یَاعُمَرُ یعنی اے عمر! اب (تمہارا ایمان کامل ہے)۔ (مسند احمد، 6/303، حدیث:18069، اِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ)

شرح

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث شریف کی نہایت ایمان افروز عشق بھری وضاحت فرمائی ہے جو آسان الفاظ میں پیش کی جاتی ہے:

محبت کی دو قسمیں ہیں: (1) طبعی و فطری (Natural) محبت (2) اختیاری (Optional) محبت۔ ایمان کا دارومدار اختیاری محبت پر ہے اور ایمان والوں کو اسی کا حکم دیا گیا ہے۔ طبعی محبت جو ہر انسان بلکہ جانور کو بھی اپنی جان اور اولاد سے ہوتی ہے، ایمان کے معاملے میں اس کا کوئی اعتبار نہیں۔ اگر کسی کی اپنی جان سے

طبعی محبت (اللہ و رسول کی محبت سے) زیادہ ہو تو اس سے اس کے ایمان پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسی طبعی محبت سے متعلق عرض کیا کہ یہ مجھے اپنی جان سے زیادہ ہے، حضور سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا کہ شریعت اختیاری محبت پر نظر فرماتی ہے۔ یہ جواب سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے کہ اللہ کی قسم! اختیاری محبت مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے۔

اَقُوْل (میں کہتا ہوں): نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تنبیہ (Warning) نے امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طبیعت پر ایسا غلبہ کیا کہ اختیاری محبت کے انتہائی جوش نے طبعی محبت کو دبا لیا بلکہ فنا کر دیا اور طبعی طور پر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی جان سے زیادہ محبوب ہو گئے۔ اب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عشقِ رسول میں اس عظیم اضافے کا حال عرض کیا کہ یارسول اللہ! اللہ کی قسم! اب تو اپنی جان کی طبعی محبت بھی آپ کی محبت میں گُم ہو چکی ہے۔

امامِ اہلِ سنت رحمۃ اللہ علیہ آخر میں فرماتے ہیں: هٰكَذَا يَنْبَغِيْ اَنْ يُّفْهَمَ هٰذَا الْحَدِيْثُ وَبِاللهِ التَّوْفِيْق یعنی اس حدیث کو اس طرح سمجھنا چاہیے اور توفیق اللہ پاک کی طرف سے ہی ملتی ہے۔ (حاشیہ اذاقۃ الآثام، ص116)

جان ہے عشقِ مصطفٰے روز فزوں کرے خدا
جس کو ہو درد کا مزہ نازِ دوا اُٹھائے کیوں

(حدائقِ بخشش، ص94)

لمبے کرتے والے

(18) میں سو رہا تھا کہ (خواب کی حالت میں،) میں نے کچھ لوگوں کو دیکھا جو مجھ پر پیش کئے گئے۔ وہ لوگ کرتا پہنے ہوئے تھے، کسی کا کرتا سینے تک تھا اور کسی کا اس سے کم۔ عمر بن خطاب میرے سامنے لائے گئے تو وہ ایسا لمبا کرتا پہنے ہوئے تھے جس کو گھسیٹ رہے تھے۔ لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ نے اس خواب کی کیا تعبیر فرمائی؟ ارشاد فرمایا: دین۔

(بخاری،2/528، حدیث:3691، اِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ)

شرح

ابو عبداللہ علامہ محمد بن خلیفہ وشتانی اُبِّی مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: قمیص کی تعبیر دین سے اس لئے کی گئی کیونکہ اللہ پاک کا فرمان ہے: وَ لِبَاسُ التَّقْوٰىۙ ذٰلِكَ خَیْرٌ ترجمۂ کنزالعرفان: اور پرہیز گاری کا لباس سب سے بہتر ہے۔ (پ8، الاعراف:26) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے جو لوگ پیش کئے گئے وہ سب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کم مرتبے والے تھے اور ان میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ شامل نہیں تھے۔ اگر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی ان لوگوں میں شامل ہوتے تو آپ کی قمیص سب سے لمبی ہوتی کیونکہ آپ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں۔ (اکمال اکمال المعلم،6/200)

شارحِ بخاری، فقیہِ اعظم ہند مفتی شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کے تحت فرماتے ہیں: اس حدیث سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر

فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام صحابہ حتی کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی افضل ہوں۔ یہ اہلِ سنت کے اجماعی عقیدے کے خلاف بھی ہے اور اس کا کوئی قائل بھی نہیں، مگر حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تمام صحابہ پر فضیلتِ مُطْلَقہ احادیثِ مُتَواترُالمعنی سے ثابت ہے اس لئے وہ احادیث اس کی مُخَصِّص ہیں، اور مراد یہ ہے کہ صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا اور سب لوگوں سے حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دین زائد ہے اور وہ ان لوگوں سے افضل ہیں۔ (نزہۃ القاری، 4/333)

علمِ فاروقی

(19) میں سو رہا تھا کہ مجھے دودھ کا پیالہ دیا گیا۔ میں نے اتنا پیا یہاں تک کہ آسودگی (سیری) کو اپنے ناخنوں سے نکلتے ہوئے دیکھنے لگا۔ پھر میں نے اپنا بچا ہوا (دودھ) عمر بن خطاب کو دیا۔ لوگوں نے پوچھا: یارسول اللہ! آپ نے اس کی کیا تعبیر فرمائی۔ ارشاد فرمایا: علم۔ (بخاری، 1/47، حدیث: 82، اِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ)

شرح

شارحِ بخاری، فقیہِ اعظم ہند مفتی شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کے تحت فرماتے ہیں: دودھ کی تعبیر علم کے ساتھ اس مناسبت سے ہے کہ دونوں کثیرُالنَّفْع اور مفید ہونے میں مُشْتَرَک ہیں۔ دودھ انسان کی بہترین غذا اور بدن کے لئے مُقَوِّی ہے اور علم سے دین و دنیا سنورتی ہے اور علم روح کی غذا اور

اس کے لئے مُقَوِّی ہے۔اس حدیث سے علم کی فضیلت یوں ثابت ہوتی ہے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا عطا فرمودہ فضلہ مبارکہ (بچاہوا تبرک) ہے۔

(نزہۃ القاری، 1/ 434)

طاقتِ فاروقی

(20) میں سو رہا تھا کہ میں نے (خواب میں) اپنے آپ کو ایک کنویں پر دیکھا جس پر ڈول موجود ہے۔میں نے اس کنویں میں سے جتنا اللہ پاک نے چاہا (پانی) نکالا۔ پھر اس ڈول کو ابنِ ابی قحافہ (ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ) نے لیا اور کنویں میں سے ایک یا دو ڈول (پانی) نکالا، ان کے نکالنے میں کچھ کمزوری تھی، اللہ اس کمزوری کو معاف فرمائے۔ پھر وہ ڈول چَرَس (چمڑے کا بڑا ڈول) بن گیا اور اسے ابنِ خطاب (عمر فاروق رضی اللہ عنہ) نے لیا تو میں نے کسی ماہر شخص کو نہیں دیکھا کہ وہ عمر کی طرح (پانی) نکالے یہاں تک کہ انہوں نے لوگوں کو سیراب کر دیا۔

(بخاری، 2/ 520، حدیث: 3664، اِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ)

شرح

شارحِ بخاری، فقیہِ اعظم ہند مفتی شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کے تحت فرماتے ہیں:

حدیث کے سیاق سے یہ ظاہر ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم یہ اِفادہ کرنا چاہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی خلافت سے مسلمانوں کو کیا فوائد حاصل ہوئے۔ کنویں سے پانی کھینچ کر لوگوں کو پلانے کی تعبیر یہی ظاہر

ہے ۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی خلافت کے ایام میں اکثر مدت تک مُرتَدّین اور مُسَیلمہ کَذَّاب کے قَلع قَمع (خاتمہ) کرنے میں مشغول رہے، دوسرے مَمالِک کی فُتوحات بہت کم حاصل ہوئیں۔ مُرتَدِّین اور مُسَیلمہ کَذَّاب کے قَلع قَمع سے فارغ ہونے کے بعد ایران اور شام کے طرف افواج بھیجیں، ابھی ان دونوں علاقوں میں سے کسی میں کوئی مُعتَد بہ (خاص) کامیابی حاصل نہیں ہوئی تھی کہ وِصال ہو گیا جس کی وجہ سے ان کے زمانہ میں مالِ غنیمت اور فُتوحات برائے نام ہی حاصل ہوئی اور عوام کو ان کی خلافت سے وہ کَشائِش اور فَراخی حاصل نہ ہو سکی جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں حاصل ہوئی۔اس کو ضَعف (کمزوری) سے تعبیر فرمایااور یہ کوئی عیب کی بات نہیں بلکہ بنظرِ دَقیق (باریک بینی سے) دیکھا جائے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ کی ساری فُتوحات بلکہ بعد تک کی حضرت ابو بکر صدیق کی مرہونِ منت ہیں۔ حضرت صدیق اکبر کا مُحَیِّرُ العُقول (عقلوں کو حیران کر دینے والا) اور عظیم کارنامہ مُرتَدِّین کی سرکوبی اور اصلاح اور مُسَیلمہ کَذَّاب کی بیخ کنی ہے۔ اگر خدانخواستہ ان دونوں فتنوں پر قابو حاصل نہ ہوتا تو نہ ایران فتح ہو سکتا تھا نہ شام، مسلمان عرب ہی میں الجھ کر رہ جاتے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی خداداد فراست، تدبیر اور استقامت سے ان دونوں اندرونی فتنوں کو اس طرح سر کیا کہ ان کی رگ بھی باقی نہ رہی اور پورا عرب ایک کلمہ پر متفق ہو گیا، عرب میں اندرونی طور پر کوئی خلفشار باقی نہ رہا اور اس طرف سے بالکلیہ اطمینان ہو گیا۔

حاصل یہ نکلا کہ کنویں سے پانی کھینچ کر لوگوں کو پلانا یہ اشارہ ہے دنیوی کشائش اور فراخی کی جانب، یہ بات حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں برائے نام تھی اس لئے اس کو ضَعْف (کمزوری) سے تعبیر فرمایا۔یعنی جتنی فراخی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں حاصل ہوئی وہ اِن کی خلافت میں حاصل نہ ہو سکی۔ وَاللّٰہُ یَغْفِرُ لَہٗ یہ کلمۂ تَرَحُّم ہے ،اس کا حقیقی معنی مراد نہیں کہ اس کا مطلب یہ لیا جائے کہ حضرت صدیقِ اکبر سے کوئی غلطی سرزد ہوئی جس کی بنا پر ان کے لئے دعائے مغفرت کی گئی۔(نزہۃ القاری،4/ 550)

حق کی طرف سے اعزازِ فاروقی

(21)اَوَّلُ مَنْ یُّصَافِحُہُ الْحَقُّ عُمَرُوَ اَوَّلُ مَنْ یُسَلِّمُ عَلَیْہِ وَ اَوَّلُ مَنْ یَاْخُذُ بِیَدِہٖ فَیُدْخِلُہُ الْجَنَّۃَ یعنی (قیامت کے دن) حق سب سے پہلے عمر سے ہاتھ ملائے گا، انہیں سلام کرے گا اور ان کا ہاتھ پکڑ کر انہیں جنت میں داخل کرے گا۔(ابن ماجہ، 1/ 76، حدیث:104،اِسْنَادُہٗ ضَعِیْفٌ)

شرح

حضرت علامہ ابوالحسن سندھی حنفی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کے تحت فرماتے ہیں: حق سے مراد یا تو وہ فرشتہ ہے جس کے ذریعے صَواب یعنی درست بات کا اِلہام کیا جاتا ہے، یا پھر وہ حق مراد ہے جو باطل کی ضد ہوتا ہے۔ حق کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مصافحہ اور آپ کو سلام کرنا کِنایہ (اشارہ) ہے جس سے مراد یہ ہے کہ

حق مشورہ کرنے یا کسی اور مقصد کے لئے دوسرے لوگوں سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے ظاہر ہو گا۔(حاشیہ سندھی،76/1،تحت الحدیث:104)

حق عمر کے ساتھ ہے

(22)عُمَرُ مَعِيَ وَاَنَا مَعَهٗ وَالْحَقُّ بَعْدِیْ مَعَ عُمَرَ حَيْثُ كَانَ یعنی عمر میرے ساتھ ہے، میں اس کے ساتھ ہوں اور میرے بعد حق عمر کے ساتھ ہے چاہے یہ جہاں بھی ہوں۔ (معجم کبیر،18/ 280،حدیث:718،اِسْنَادُهٗ ضَعِيْفٌ)

شرح

یعنی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جہاں جائیں گے، حق بھی ان کے ساتھ ساتھ جائے گا کیونکہ یہ حق میں مشغول رہتے ہیں اور ان کے دل پر حق غالب ہے۔(فیض القدیر،4/ 474،تحت الحدیث:5610)

حق کہتے ہیں اگرچہ کڑوا ہو

(23)رَحِمَ اللّٰهُ عُمَرَ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَاِنْ كَانَ مُرًّا تَرَكَهُ الْحَقُّ وَمَا لَهٗ صَدِيْقٌ یعنی اللہ عمر پر رحم فرمائے،وہ حق بات کرتے ہیں اگرچہ کڑوی ہو،انہیں حق نے ایسا کر دیا کہ ان کا کوئی دوست نہیں۔(ترمذی،5/ 398،حدیث:3734،اِسْنَادُهٗ ضَعِيْفٌ)

شرح

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اللہ پاک کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہیں کیا کرتے تھے۔ حق بات کہنے اور حق پر عمل کرنے

کی وجہ سے ان کا کوئی دوست باقی نہیں رہا کیونکہ اکثر لوگ حق بات نہیں مانتے اور حق پر ثابت قدم رہنے والوں کو برا جانتے ہیں۔ جو شخص دوسروں کو نصیحت کرنے اور ان کی خیر خواہی کو اپنے اوپر لازم کرلے تو اس کے دوست کم ہوتے ہیں۔ ایک عارِف (اللہ پاک کی پہچان رکھنے والے بزرگ) کا قول ہے: جب میں نے خیر خواہی اور تحقیق کو لازم کرلیا تو ان دونوں نے دنیا میں میرا کوئی دوست نہیں چھوڑا۔

(فیض القدیر، 4/25، تحت الحدیث: 4412)

مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ اس حدیثِ پاک کے تحت لکھتے ہیں: یعنی خوشامد کی بناء پر کوئی ان کا دوست نہیں۔ بہت لوگ خوشامدی ہوتے ہیں، وہ خوشامدیوں کے دوست بھی ہوتے ہیں۔ لہذا حدیث کا مطلب یہ نہیں کہ اللہ رسول اور جناب صدیق (رضی اللہ عنہ) اور مہاجرین و انصار بھی حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کے دوست نہیں۔ (مراٰۃ المناجیح، 8/449)

دل اور زبان پر حق جاری ہے

(24) اِنَّ اللّٰہَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِہٖ یعنی اللہ پاک نے عمر کی زبان اور دل پر حق کو جاری فرمادیا ہے۔ (ترمذی، 5/383، حدیث: 3702، اِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ)

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: اِنَّ اللّٰہَ وَضَعَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ یَقُوْلُ بِہٖ یعنی اللہ پاک نے عمر کی زبان پر حق کو رکھ دیا ہے، وہ حق بات کرتے ہیں۔

(ابوداؤد، 3/193، حدیث: 2962)

شرح

یعنی ان کے دل میں جو خیالات آتے ہیں وہ حق ہوتے ہیں اور زبان سے جو بولتے ہیں وہ حق بولتے ہیں۔ان کے خیالات ان کے کلام نفسانی یا شیطانی نہیں ہوتے بلکہ رحمانی ہوتے ہیں۔"جَعَلَ"فرما کر یہ بتایا کہ یہ حَقَانِیَّت ان کی اپنی کوشش سے نہیں بلکہ قدرتی فطرتی(Natural)ہے، رب کی طرف سے ہے جو کبھی زائل(ختم) نہیں ہو سکتی۔(مرآۃ المناجیح،8/366)

فضائلِ عمر رضی اللہ عنہ بیان کرنے کے لئے کتنا عرصہ چاہیے؟

(25) اے عمار! ابھی میرے پاس جبریل آئے تو میں نے کہا:اے جبریل!آسمانوں میں عمر بن خطاب کے فضائل مجھے سنائیں۔جبریل نے کہا:اے محمد(صلی اللہ علیہ وسلم)!حضرت نوح(علیہ السلام)اپنی قوم کے درمیان جتنا عرصہ رہے یعنی 950 سال،اگر میں اتنے عرصے تک آپ کے سامنے حضرت عمر کے فضائل بیان کروں تو بھی حضرت عمر کے فضائل ختم نہ ہوں گے اور حضرت عمر حضرت ابوبکر کی نیکیوں میں سے ایک نیکی ہیں۔(مسند ابی یعلی،2/119،حدیث:1600،اِسْنَادُہٗ ضَعِیْفٌ)

امامِ اہلِ سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ اس روایت کے تحت فرماتے ہیں:قُلْتُ وَالْحَدِیْثُ فِیْهِ شَیْئٌ وَلٰکِنَّهٗ فِی الْفَضَائِلِ مُغْتَفَرٌ یعنی میں کہتا ہوں:اس حدیث(کی سند)میں کچھ(کمزوری)ہے مگر فضائل میں یہ(کمزوری) معاف ہوتی ہے (یعنی فضائل کے معاملے میں ضعیف حدیث بھی قابلِ قبول ہوتی ہے)۔(مطلع القمرین،ص74)

دین کے معاملے میں سب سے سخت

(26) اَشَدُّھُمْ فِی اَمْرِ اللہِ عُمَرُ یعنی میری امت میں سے اللہ کے (دین کے) معاملے میں سب سے سخت عمر ہیں۔ (ترمذی، 5/435، حدیث:3815، اِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ)

فارقِ حق و باطل امامُ الھُدیٰ

تیغِ مَسْلُولِ شدت پہ لاکھوں سلام

(حدائقِ بخشش، ص312)

عمر کی ناراضگی سے بچو

(27) اِتَّقُوْا غَضَبَ عُمَرَ فَاِنَّ اللہَ یَغْضِبُ اِذَا غَضِبَ یعنی عمر کی ناراضگی سے بچو کیونکہ جب وہ (کسی سے) ناراض ہوں تو اللہ پاک بھی (اس پر) غضب فرماتا ہے۔

(تاریخ بغداد، 3/49، اِسْنَادُہٗ حَسَنٌ لِغَیْرِہٖ)

عمر کو سلام کہہ دیں

(28) حضرت سیِّدُنا جبریلِ امین عَلَیْہِ السَّلَام نے رسول اللہ صلی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں عرض کیا: اَقْرِئْ عُمَرَ السَّلَامَ وَاَخْبِرْہُ اَنَّ رِضَاہُ حُکْمٌ وَغَضَبَہُ عِزٌّ یعنی عمر کو سلام کہیے اور اُنہیں خبر دیجئے کہ اُن کی رضامندی کو حکم کا درجہ حاصل ہے اور اُن کا جلال باعث عزت ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، 7/486، حدیث:52، اِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ)

شرح

امام محمد عبد الرؤف مُناوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جس کے دل پر حق کا غلبہ

ہو جائے تو اس کا حق کے لئے غضب کرنا دین کی عزت کا باعث ہوتا ہے۔ مزید فرماتے ہیں: رِضَاهُ حُكْمٌ کا معنی یہ ہے کہ وہ جب راضی ہوتے ہیں تو حق کے لئے ہی راضی ہوتے ہیں۔(فیض القدیر، 2/278، تحت الحدیث:1708)

نمازوں کے درمیان فاصلہ کرنے کی اہمیت

(29) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نمازِ عصر پڑھائی تو (فرض کے فوری بعد) ایک شخص (مزید) نماز پڑھنے کھڑا ہو گیا۔ یہ دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: اِجْلِسْ فَاِنَّمَا هَلَكَ اَهْلُ الْكِتَابِ اَنَّهُ لَمْ يَكُنْ لِصَلَاتِهِمْ فَصْلٌ یعنی بیٹھ جاؤ! اہلِ کتاب اس لئے ہلاک ہوگئے کیونکہ ان کی نمازوں کے درمیان فاصلہ نہیں تھا۔ اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اَحْسَنَ بْنُ الْخَطَّابِ یعنی ابنِ خطاب نے اچھی بات کی۔(مسند احمد، 9/46، حدیث:23182، اِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ)

نوٹ: ایک دوسری روایت میں یہ واقعہ تفصیل کے ساتھ موجود ہے، چنانچہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بار نماز کی امامت فرمائی اور سلام پھیرنے کے بعد (مبارک چہرہ) قبلے سے پھیر کر بیٹھ گئے۔ حضرت ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما پہلی صف میں سیدھی طرف موجود تھے۔ اس موقع پر ایک شخص جو تکبیرِ اولیٰ سے جماعت میں شامل تھا، نفل پڑھنے کے لئے کھڑا ہو گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جلدی سے اس شخص کی طرف اٹھے اور اس کا کندھا پکڑ کر فرمایا: اِجْلِسْ فَاِنَّهُ لَمْ يُهْلِكْ اَهْلَ الْكِتَابِ اِلَّا اَنَّهُ لَمْ يَكُنْ بَيْنَ صَلَوَاتِهِمْ فَصْلٌ یعنی بیٹھ جاؤ، اہل کتاب صرف اسی لئے ہلاک ہوئے کیونکہ ان کی نمازوں کے درمیان فاصلہ نہ

تھا۔(اس موقع پر) نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مبارک نظر اٹھا کر فرمایا: اَصَابَ اللّٰہُ بِكَ یَا ابْنَ الْخَطَّاب یعنی اے خطاب کے بیٹے اللہ تمہیں درست بات پر رکھے۔

(ابوداوٗد، 1/376، حدیث:1007، اِسْنَادُہٗ ضَعِیْفٌ)

شرح

حضرت الحاج مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کے تحت فرماتے ہیں: انہیں (اہلِ کتاب کو) حکم دیا گیا تھا کہ فرائض اور نوافل کے درمیان دعا کا بھی فاصلہ کریں اور اگر ہو سکے تو جگہ کا بھی مگر اس پر عمل نہ کیا، فرض و نفل ملا کر پڑھے جس سے ان کے دل سخت ہو گئے اور ہزاروں گناہ کر بیٹھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل کتاب پر نمازیں فرض تھیں اور ان نمازوں میں کچھ فرائض کچھ نوافل (تھے)۔

مفتی صاحب مزید لکھتے ہیں: یعنی (اے عمر!) جیسے تم نے یہ مسئلہ صحیح بیان کیا ایسے ہی ہمیشہ ہر کام میں دُرُستی پر رہو۔ معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام خوش ہوئے اور آپ کی دعا فاروق اعظم (رضی اللہ عنہ) کو ایسی لگی کہ آپ ہمیشہ سیاسی اور مذہبی امور میں حق پر ہی رہے، باطل ان کے قریب بھی نہ آیا۔ (مراٰۃ المناجیح، 2/124)

عمر نے سچ کہا

(30) اللہ پاک نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میری اُمّت میں سے تین لاکھ کو (بلاحساب وکتاب) جنت میں داخل فرمائے گا۔ حضرت عُمیر رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے: اے اللہ کے نبی! ہمیں مزید عطا فرمائیے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اے عمیر! تمہارے لئے اتنا کافی ہے۔ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ابنِ خطاب! ہمارا اور آپ کا کیا معاملہ ہے؟ اگر اللہ پاک ہم سب کو جنت میں داخل فرمادے تو اس میں آپ کا کیا نقصان ہے؟ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کریم اگر چاہے تو تمام لوگوں کو (اپنی شان کے مطابق) ایک ہی مُٹّھی کے ذریعے جنت میں داخل فرمادے۔ یہ سن کر نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: صَدَقَ عُمَرُ یعنی عمر نے سچ کہا۔ (معجم کبیر، 17/64، حدیث: 123، اِسْنَادُہٗ حَسَنٌ)

لباسِ فاروقی

(31) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سفید قمیص پہنے دیکھا تو دریافت فرمایا: ثَوْبُكَ هٰذَا غَسِيلٌ أَمْ جَدِيدٌ یعنی آپ کا یہ لباس دُھلا ہوا ہے یا نیا؟ عرض کیا: (نیا) نہیں بلکہ دُھلا ہوا ہے۔ ارشاد فرمایا: اِلْبَسْ جَدِيدًا وَعِشْ حَمِيدًا وَمُتْ شَهِيدًا یعنی نیا لباس پہنو، اچھی زندگی جیو اور شہادت کی موت مرو۔

(ابن ماجہ، 4/142، حدیث: 3558، اِسْنَادُہٗ حَسَنٌ)

ایک روایت میں دعائے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخر میں یہ الفاظ بھی ہیں: وَيَرْزُقَكَ اللهُ قُرَّةَ عَيْنٍ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ اور اللہ پاک تمہیں دنیا اور آخرت میں آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرمائے۔

(فضائل الصحابۃ لاحمد بن حنبل، 1/255، حدیث: 322، اِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ)

شرح

علامہ ابو الحسن سندھی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: اِلْبَسْ

جَدِیدًا (یعنی نیا لباس پہنو) بظاہر حکم ہے لیکن اس سے دعا کا ارادہ کیا گیا ہے یعنی اللہ پاک آپ کو نیا لباس پہننا نصیب فرمائے۔

(حاشیہ سندھی علی ابن ماجہ، 4/142، تحت الحدیث: 3558)

عبادتِ فاروقی

(32) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک دن صحابۂ کرام علیہم الرضوان سے پوچھا: آج تم میں سے کس نے جنازے میں شرکت کی؟ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے: اَنَا یعنی میں نے۔ پھر پوچھا: تم میں سے کس نے مریض کی عیادت کی؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے: میں نے۔ پوچھا: کس نے صدقہ کیا ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے۔ پوچھا: کس نے روزہ رکھا ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں نے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: وَجَبَتْ وَجَبَتْ یعنی (جنت) واجب ہوگئی، (جنت) واجب ہوگئی۔

(مسند احمد، 4/237، حدیث: 12182، اِسْنَادُہٗ ضَعِیْفٌ)

ضروری وضاحت

اے عاشقانِ رسول! اس طرح کا ایک واقعہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے متعلق بھی ہے۔ حافظُ الحدیث امام احمد بن عبد اللہ مُحِبُّ الدِّین طِبری رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: (حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے) یہ دونوں واقعات الگ الگ دنوں کے ہیں اور ان میں آپس میں کوئی ٹکراؤ نہیں ہے۔ (الریاض النضرۃ، 1/364)

نیکیوں کی کثرت کا جذبہ

(33) مَنْ قَرَأَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ حَتّٰى يَخْتِمَهَا عَشْرَ مَرَّاتٍ بَنَى اللّٰهُ لَهٗ قَصْرًا فِي الْجَنَّةِ یعنی جو کوئی ''قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَد'' مکمل سورت دس مرتبہ پڑھے، اللہ پاک اس کے لئے جنت میں ایک محل بنائے گا۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ! پھر تو میں کثرت کے ساتھ پڑھوں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اَللّٰهُ اَكْثَرُ وَاَطْيَبُ یعنی اللہ پاک بہت عطا فرمانے والا اور سب سے زیادہ پاک ہے۔ (مسند احمد، 5/308، حدیث:15610، اِسْنَادُهٗ ضَعِيْفٌ)

مُنکَر نکیر کے لئے میں کافی ہوں گا

(34) اے عمر! اس وقت تمہارا کیا حال ہو گا جب تمہارا انتقال ہو جائے گا، لوگ تمہارے لئے قبر کھودیں گے، پھر واپس آکر تمہیں غسل دیں گے، کفن پہنائیں گے، خوشبو لگائیں گے، پھر تمہیں اٹھائیں گے یہاں تک کہ قبر میں رکھ کر تم پر مٹی ڈال دیں گے۔ جب لوگ تمہارے پاس سے واپس چلے جائیں گے تو تمہارے پاس قبر میں امتحان لینے والے دو فرشتے منکر نکیر آئیں گے، ان کی آواز کڑکتی بجلی جیسی جبکہ آنکھیں چُندھیا دینے والی روشنی کی طرح ہوں گی، وہ دونوں تمہیں جھنجھوڑ ڈالیں گے اور خوفزدہ کر دیں گے۔ اس وقت تمہاری کیا حالت ہو گی اے عمر! حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پوچھا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَعِي عَقْلِي یعنی یارسول اللہ (اس وقت) میری عقل میرے ساتھ ہو گی؟ ارشاد فرمایا: ہاں۔ حضرت عمر

فاروق رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے: اِذًا اَکْفِیکَھُمَا یعنی پھر تو میں ان دونوں کے لئے کافی ہوں گا۔(اتحاف الخیرۃ المھرہ،3/269،حدیث:2671،اِسْنَادُہٗ حَسَنٌ لِغَیْرِہٖ)

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: اِذًا اَکْفِیھِمَا اِنْ شَاءَ اللہُ یعنی ان شاء اللہ! پھر تو میں ان دونوں (کو جواب دینے کے لئے) کافی ہوں گا۔

(مصنف عبد الرزاق،3/389،حدیث:6767)

فرشتو قبر میں مجھ سے سمجھ کے کرنا سوال
میں ہوں غلامِ بلالِ محمدِ عربی

(قبالہ بخشش، ص242)

جن کے لئے دوسروں کو خاموش کروادیا جاتا ہے

(35) حضرت سیدنا اَسود بن سَرِیع رضی اللہ عنہ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ! میں نے کچھ کلمات سے اپنے رب کی حمد کی ہے اور آپ کی بھی تعریف کی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک تمہارا رب اپنی تعریف کو پسند فرماتا ہے، تم نے جن کلمات سے اپنے رب کی حمد کی ہے وہ مجھے سناؤ۔ میں وہ کلمات سنانے لگا تو اتنے میں ایک مرد نے حاضری کی اجازت مانگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے خاموش کروادیا، وہ صاحب داخل ہوئے اور کچھ دیر بات کر کے چلے گئے۔ میں نے پھر سے حمد کے کلمات سنانے شروع کئے تو وہ صاحب واپس آگئے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے پھر خاموش کرادیا۔ میں عرض گزار ہوا: یارسول اللہ! یہ صاحب کون ہیں جن کے

لئے آپ نے مجھے خاموش کروادیا: ارشاد فرمایا: هٰذَا رَجُلٌ لَا يُحِبُّ الْبَاطِلَ هٰذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّاب یعنی یہ ایسا مرد ہے جو باطل کو پسند نہیں کرتا، یہ عمر بن خطاب ہے۔ (مسند احمد، 5/303، حدیث: 15590، اِسْنَادُهٗ ضَعِيفٌ)

عدالتِ فاروقی

(36) عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اَخْيَرُ اُمَّتِيْ وَاَعْدَلُهَا یعنی عمر بن خطاب میری امت میں سے بہترین اور سب سے زیادہ عدل و انصاف کرنے والے ہیں۔

(اتحاف الخیرۃ المھرۃ، 9/214، حدیث: 8847، اِسْنَادُهٗ ضَعِيفٌ)

تَرجمانِ نبی ہَمزبانِ نبی

جانِ شانِ عدالت پہ لاکھوں سلام

(حدائقِ بخشش، ص312)

جس نے ان سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی

(37) مَنْ اَبْغَضَ عُمَرَ فَقَدْ اَبْغَضَنِيْ وَمَنْ اَحَبَّ عُمَرَ فَقَدْ اَحَبَّنِيْ یعنی جس نے عمر سے دشمنی رکھی تو بے شک اس نے مجھ سے دشمنی رکھی اور جس نے عمر سے محبت کی تو تحقیق اس نے مجھ سے محبت کی۔ (معجم اوسط، 5/102، حدیث: 6726، اِسْنَادُهٗ حَسَنٌ)

شرح

امام احمد بن محمد خَفاجی مصری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی یہ عظمت و شان اس لئے بیان کی گئی کیونکہ آپ

دینی معاملات میں سختی فرماتے تھے جس سے بعض لوگوں کے دل میں وحشت پیدا ہوتی تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے دشمنی کو منافقت قرار دیا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے محبت فرمائی، انہیں مُقَدَّم کیا اور ان سے راضی ہوئے تو ان سے راضی نہ ہونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے راضی نہ ہونے تک لے جاتا ہے، جیسا کہ کسی نے کہا ہے: عَنِ الْمَرْءِ لَا تَسْئَلْ وَسَلْ عَنْ قَرِيْنِهٖ یعنی آدمی کے بارے میں نہ پوچھو بلکہ اس کے ساتھ رہنے والے کے بارے میں پوچھو۔ (نسیم الریاض، 4/519)

وہ عمر جس کے اَعدا پہ شیدا سَقَر

اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام

(حدائقِ بخشش، ص312)

مسلمان بھائی کو تکیہ پیش کرنے کی فضیلت

(38) حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو وہ ایک تکیے پر ٹیک لگائے تشریف فرما تھے، آپ نے وہ تکیہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کو دے دیا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ یعنی اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابو عبد اللہ! ہمیں بھی بتائیے۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ تکیے سے ٹیک

لگائے تشریف فرما تھا، آپ نے وہ تکیہ مجھے عطا فرمایا اور پھر ارشاد فرمایا: یَا سَلْمَانُ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَدْخُلُ عَلٰى اَخِيْهِ الْمُسْلِمِ فَيُلْقِيْ لَهٗ وِسَادَةً اِكْرَامًا لَّهٗ اِلَّا غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ یعنی اے سلمان! جو بھی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کے پاس جائے اور وہ اس کی تعظیم کے لئے اپنا تکیہ اسے دے دے تو اللہ پاک اس کی مغفرت فرما دیتا ہے۔

(مستدرک علی الصحیحین، 8/199، حدیث: 6687، اِسْنَادُهٗ ضَعِیْفٌ)

فرشتوں پر فخر فرمایا

(39) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی طرف نظر فرمائی اور مسکرائے، پھر پوچھا: يَا ابْنَ الْخَطَّابِ اَتَدْرِيْ بِمَا تَبَسَّمْتُ اِلَيْكَ یعنی اے ابنِ خطاب! کیا تم جانتے ہو کہ میں (تمہیں دیکھ کر) کیوں مسکرایا؟ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ یعنی اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ بَاهٰى مَلَائِكَتَهٗ لَيْلَةَ عَرَفَةَ بِاَهْلِ عَرَفَةَ عَامَّةً وَبَاهٰى بِكَ خَاصَّةً یعنی اللہ پاک نے عرفہ (9ذوالحج) کی رات اپنے فرشتوں کے سامنے اہلِ عَرَفہ (میدانِ عَرَفات میں جمع ہونے والے حاجیوں) کے ذریعے عُموماً اور تمہارے ذریعے خصوصاً فخر فرمایا ہے۔

(معجم کبیر، 11/146، حدیث: 11430، اِسْنَادُهٗ حَسَنٌ لِغَيْرِهٖ)

اسلام کو رونا چاہیے

(40) جبریل علیہ السلام نے مجھ سے کہا: لِيَبْكِ الْاِسْلَامُ عَلٰى مَوْتِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی موت پر اسلام کو رونا چاہیے۔ (معجم کبیر، 1/67، حدیث: 61، اِسْنَادُهٗ ضَعِیْفٌ)

شرح

یعنی مسلمانوں کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی موت پر رونا چاہیے کیونکہ آپ فتنہ وفساد کے لئے تالہ ہیں (یعنی جب تک آپ زندہ ہیں، فتنہ وفساد کا دروازہ بند رہے گا)۔(فیض القدیر،4/655،تحت الحدیث:6076)

اللہ کریم حضرت سیدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے صدقے "اَرْبَعِیْنِ فاروقی" کو مقبولیت عطا فرمائے، اسے مُؤَلِّف، اس کے پیر و مرشد، والدین، بال بچوں، مُعاوِنین و احباب اور پڑھنے والوں کے لئے مغفرت کا سبب بنائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نیک نمازی بننے کے لیے

ہر جُمعرات بعد نمازِ مغرِب آپ کے یہاں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سُنّتوں بھرے اجتماع میں رِضائے الٰہی کے لیے اچھی اچھی نیتوں کے ساتھ ساری رات شرکت فرمایئے ❁ سُنّتیں سیکھنے سکھانے کے لیے عاشقانِ رسول کے ساتھ ہر ماہ کم از کم تین دن مَدَنی قافلے میں سَفَر کیجئے ❁ روزانہ اپنے اَعْمال کا جائزہ لے کر "نیک اَعْمال" کا رِسالہ پُر کر کے ہر مہینے کی پہلی تاریخ کو اپنے یہاں کے شعبۂ اِصلاحِ اَعْمال کے ذِمّے دار کو جمع کروانے کا معمول بنالیجئے۔

میرا مَدَنی مَقْصد: "مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کرنی ہے۔"

اِنْ شَآءَاللّٰہُ الْکریم۔ اپنی اِصلاح کے لیے رسالہ: نیک اَعْمال کے مُطابِق عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کے لیے سُنّتیں سیکھنے سکھانے کے "مَدَنی قافِلوں" میں سَفَر کرنا ہے، اِنْ شَآءَاللّٰہُ الْکریم۔

فیضانِ مدینہ، محلّہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)
UAN: +92 21 111 25 26 92 Ext: 2650
Web: www.dawateislami.net / Email: ilmia@dawateislami.net